فقہ واجتہاد

قانون سازی کے قرآنی اصول

ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی

(تیسری اور آخری قسط)

۶۔ اگر میاں بیوی میں باہمی اختلافات رونما ہو جائیں تو انھیں خوش اسلوبی سے طے کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے اور اس امر کی اجازت نہیں دی گئی کہ ایک دوسرے پر بے سروپا الزامات عائد کیے جائیں یا کسی فریق کو ناجائز تنگ کیا جائے۔

ارشاد ربانی ہے: "جن عورتوں کے بارے میں تمھیں معلوم ہو کہ سرکشی اور بدخوئی کرنے لگی ہیں تو پہلے ان کو زبانی سمجھاؤ اگر نہ سمجھیں تو پھر ان کے ساتھ سونا ترک کر دو۔ اگر اس پر بھی باز نہ آئیں تو ہلکی بدنی سزا دو اور اگر فرماں بردار ہو جائیں تو پھر ان کو ایذا دینے کا کوئی بہانہ نہ ڈھونڈو۔ بے شک اللہ سب سے اعلیٰ اور جلیل القدر ہے۔ اور اگر تم کو معلوم ہو کہ میاں بیوی میں ان بن ہے تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے مقرر کرو۔ اگر وہ صلح کرا دینی چاہیں گے تو خدا ان میں موافقت پیدا کر دے گا (النساء ۴:۳۴-۳۵)۔

"اور اگر کسی عورت کو اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ ہو تو میاں بیوی پر کچھ گناہ نہیں کہ آپس میں کسی قرارداد پر صلح کر لیں اور صلح خوب چیز ہے اور طبیعتیں تو بخل اور لالچ کی طرف مائل ہوتی ہیں۔ لیکن اگر تم حسنِ سلوک کرو اور بخل اور لالچ سے بچو تو اللہ تعالیٰ تمھارے کاموں سے باخبر ہے" (النساء ۴:۱۲۸)۔

۷۔ نیکو کار مردوں اور عورتوں کے باہمی رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی حوصلہ افزائی کی ہے اور بتایا ہے کہ اچھے، اچھوں سے اور برے، بروں سے وابستہ ہوتے ہیں۔ گندی عورتیں گندے مردوں کے لیے ہیں اور گندے مرد گندی عورتوں کے لیے اور پاکباز عورتیں پاکباز مردوں کے لیے ہیں اور پاکباز مرد پاکباز عورتوں کے لیے (النور ۲۴:۲۶)۔

۸۔ معاشرے میں پاکیزہ ماحول پیدا کرنے کے لیے بے حیائی کی اشاعت اور فحاشی کے پرچار کو انتہائی قابل مذمت اور قابل تعزیر جرم قرار دیا ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ (النور ۲۴:۱۹)۔ "بے شک جن لوگوں کو یہ پسند ہے کہ اہل ایمان میں فحاشی پھیلے ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے"۔

۹۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو اپنے قلب و نگاہ کو پاک رکھنے، اپنی وضع قطع، طور اطوار، نشست و برخاست اور چال چلن اس انداز سے رکھنے کا حکم دیا کہ اس سے پاکبازی مترشح ہو اور کسی بیمار دل میں کسی طرح کی ہوس پیدا نہ ہو۔ "اے نبیؐ! اپنی بیویوں، بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلیں تو اپنی چادر لٹکا لیا کریں" (الاحزاب ۳۳:۵۹)۔

اس سلسلے میں قرآنی ہدایات کے لیے ان آیات کا مطالعہ کریں: النور ۲۴:۳۰، الاحزاب: ۳۳:۳۲، المومن ۴۰:۱۹۔

۱۰۔ عزت و آبرو کے تحفظ کے لیے تمام تر انتظامات کرنے کے بعد اس امر کی گنجائش بہت کم رہتی ہے کہ لوگ جنسی بے راہ روی کا شکار ہوں یا معاشرے میں آوارگی اور بے حیائی کا چلن عام ہو جائے۔ اس کے بعد بھی اگر کوئی بدکاری کا ارتکاب کرتا ہے تو بدکاری کا ارتکاب کرنے والی عورت اور مرد دونوں کے لیے کوڑوں کی سزا مقرر کی گئی۔

"بدکاری کرنے والی عورت اور بدکاری کرنے والا مرد دونوں میں سے ہر ایک کو سو درے مارو۔ اگر تم خدا اور آخرت پر یقین رکھتے ہو تو تمھیں ان پر ہرگز ترس نہیں آنا چاہیے اور چاہیے کہ ان کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت بھی موجود ہو" (النور ۲۴:۲)۔

۱۱۔ خواتین کا احترام مردوں کی بہ نسبت زیادہ ہے اور ان پر لگایا گیا الزام نہ صرف ان کی زندگی برباد کرنے کا باعث ہوتا ہے بلکہ ان خواتین کی اولاد کی صحت نسبت کے بارے میں بھی شک و شبہ پیدا کرتا ہے، اس لیے ایسے الزام عائد کرنے والوں کی الگ سے سزا مقرر کی گئی۔

"جو لوگ پاکباز عورتوں پر بدکاری کا الزام لگائیں اور اس پر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی درے مارو اور کبھی ان کی گواہی قبول نہ کرو۔ یہی لوگ بدکردار ہیں"۔

سو عزت و آبرو اور ناموس کو لاحق ہونے والے ضرر کے ازالہ کے لیے قرآن حکیم نے مکمل قانون دیا ہے۔

تحفظ دین

اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے ساتھ ہی اس کی ہدایت کا اہتمام فرمایا۔ جو صداقت حضرت آدم علیہ السلام کے دور سے شروع ہوئی اس کی حقیقت کبھی نہیں بدلی۔ اس کے ضروری

اجزا (توحید، رسالت اور معاد) ہر دور اور ہر زمانہ میں محفوظ رہے۔

تمام انبیا کرام دین کے تحفظ کے لیے مبعوث کیے گئے۔ دین کی اس اہمیت کے باوجود کہ قرآن حکیم نے صراحت سے کہا ہے: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران ۳:۸۵) "جو کوئی اسلام کے علاوہ کوئی دین اختیار کرے گا تو وہ قبول نہیں کیا جائے گا"۔ اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے کہ دین کی اشاعت، دعوت و تبلیغ کے ذریعے ہو کسی فرد کو زبردستی دین قبول کرنے پر مجبور نہ کیا جائے۔ ارشاد ربانی ہے: لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ (البقرہ ۲:۲۵۶) "دین کے بارے میں زبردستی نہیں ہے"۔

دین کی تفہیم کے لیے قرآن حکیم نے آفاق و انفس سے بے شمار دلائل دیے ہیں جن سے توحید باری تعالیٰ، حقانیت، نبوت و رسالت اور امکان معاد پر سیر حاصل روشنی پڑتی ہے۔ اسی کو قرآن کہتا ہے: سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ (حم السجدہ ۴۱:۵۳)۔ "عنقریب ہم ان کو خارج کی دنیا میں اور نفس انسانی کے اندر ایسے حقائق سے آشنا کریں گے جن سے ان پر واضح ہو جائے گا کہ قرآن حکیم سچی کتاب ہے"۔

نظریات کے تحفظ کے لیے دوگونہ عمل کی ضرورت ہوتی ہے۔

۱۔ نظریات کا پرچار، ۲۔ ان کے مقابلے میں پیش آمدہ چیلنجوں کا مقابلہ۔

چنانچہ دین جو ابدی حقائق پر مشتمل نظریات کے مجموعے کا نام ہے اس کے تحفظ کے لیے ان دونوں امور کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔

نظریات کی دعوت و تبلیغ کے لیے یہ ضروری قرار دیا گیا کہ پوری امت مسلمہ اسلامی افکار کی تبلیغ کو اپنا مقصد تخلیق سمجھتے ہوئے انجام دے۔ كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (آل عمران ۳:۱۱۰) "تم بہترین امت ہو جسے اس لیے پیدا کیا گیا ہے کہ اچھی باتوں کا حکم دو، برائیوں سے روکو اور اللہ پر ایمان لاؤ"۔

لیکن نظم و نسق کا اصول یہ ہے کہ جب کوئی کام سب کے سپرد کر دیا جائے تو اس امر کا امکان ہوتا ہے کہ کوئی بھی نہ کرے اور ہر شخص یہ سوچے کہ شاید دوسرا اسے انجام دے دے گا۔ اس لیے اس امکان کو ختم کرتے ہوئے ضروری قرار دیا کہ ایک جماعت اس کام کے لیے مختص ہونی چاہیے۔ وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (آل عمران ۳:۱۰۴) "تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کاموں کا حکم دے اور برائیوں سے روکے جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے"۔

دوسری طرف تحفظ دین کے لیے قتال مشروع قرار دیا گیا۔ جب خارجی طور پر دین کو خطرات لاحق ہوں یا کچھ قوتیں عام لوگوں کے دین قبول کرنے کی راہ میں حارج ہوں اور دین کو ختم کرنے کے درپے ہوں تو

انھیں راہ سے ہٹانا اسی طرح ضروری ہے جیسے انسانی بدن کے کسی ایک حصے کو آپریشن کے ذریعے کاٹ پھینکنا ضروری ہوتا ہے جو خود اس حد تک گل سڑ گیا ہو کہ اس کے صحت یاب ہونے کی کوئی امید نہ ہو اور اس کی وجہ سے بدن کے دوسرے حصوں میں زہر پھیلنے کا امکان ہو۔

تحفظ عقل

انسان محض عقل کی وجہ سے دوسرے حیوانات سے ممتاز ہے۔ انسانی عقل جزئی واقعات سے کلیات اور فارمولے بناتی ہے اور یہ معلومات ایک نسل دوسری نسل کو منتقل کرتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ انسانی تمدن مسلسل ارتقا پذیر ہے۔

انسانی عقل کے تحفظ کے لیے قرآن حکیم نے یہ اہتمام کیا ہے کہ انسان کو حصول علم کی طرف متوجہ کیا جائے۔ چنانچہ جو پہلی وحی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اس میں ایمان لانے کا مطالبہ نہیں کیا گیا بلکہ قرآن نے سب سے پہلا حکم یہ دیا: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ ۔ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ۔ (العلق ۹۶:۱-۵) "پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا' انسان کو جمے ہوئے خون سے پیدا کیا' پڑھ اور تیرا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا' انسان کو نامعلوم حقائق سے آشنا کیا"۔

ان ابتدائی پانچ آیات میں تین بنیادی امور کی طرف انسان کو متوجہ کیا گیا:

۱۔ جو کچھ اس سے پہلے لکھا گیا ہے اسے پڑھے۔
۲۔ جو نئی باتیں اس نے سیکھی ہیں انھیں آیندہ نسل کے لیے لکھ لے۔
۳۔ معلوم حقائق کے ذریعے نامعلوم حقائق کی دریافت کرے۔

لکھنا' پڑھنا اور تحقیق یہی وہ تین چیزیں ہیں جو انسانی عقل کو جلا بخشتی ہیں۔ علم ہی ایک ایسا امتیازی وصف ہے جس کی بدولت آدم کو خلافت ارضی کی نعمت نصیب ہوئی اور علم نے ہی انسان کو اس قابل بنایا کہ وہ کائنات کی تسخیر کر سکے۔

عقل انسانی کے تحفظ کے لیے سلبی اہتمام یہ کیا گیا کہ ایسی تمام اشیا کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا جن سے عقل انسانی پر پردہ پڑ جائے اور وہ کام کرنا چھوڑ دے۔ ارشاد نبویؐ ہے: "ہر نشہ آور چیز حرام ہے"۔ (ابوداؤد)

۸۔ معقولیت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عقل کے ذریعے دوسری مخلوق سے ممیز کیا اور انسان کو مکلف بنایا۔ گویا انسان کو احکام الٰہی کی بجاآوری کی ذمہ داری اس وجہ سے دی گئی کہ یہ عقل و خرد رکھتا ہے' صحیح اور غلط میں امتیاز کر سکتا ہے' نفع اور نقصان جان سکتا ہے اور اچھائی اور برائی میں فرق کر سکتا ہے۔ جب اللہ کا انسان سے

خطاب محض اس وجہ سے ہے کہ وہ عقل و خرد کی حامل مخلوق ہے تو اس کا لازمی تقاضا ہے کہ خطاب خداوندی سراسر مطابق عقل ہو تاکہ اس کی صحت جاننے میں انسان کو دقت کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں جب بھی اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی تو اس نے محض عقلی اور استدلالی بنیادوں پر انسانوں سے خطاب کیا اور اپنی صداقت منوانے کے لیے منطقی، آفاقی، انفسی، تاریخی اور سائنسی دلائل دیے اور کبھی یہ مطالبہ نہیں کیا کہ بے سوچے سمجھے وحی کی صداقت کو تسلیم کر لیا جائے۔

اس بات کا فیصلہ کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کی صحیح اور سچی تشریح کو پرکھنے کے لیے کوئی اصول وضع کریں اور اس کی کوئی خصوصیات معین کریں۔ اس کے بعد ہم آسانی سے کہہ سکیں گے کہ اسلام کی جو تشریح ان اصولوں کے مطابق ہے یا ان خصوصیات سے بہرہ ور ہے، وہی صحیح ہے اور باقی سب غلط ہیں۔

خوش قسمتی سے قرآن ہمیں خود بتاتا ہے کہ قرآن کی صحیح اور سچی تشریح کی علامات اور خصوصیات کیا ہوتی ہیں اور اسے کیونکر پرکھا جا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ اگر وہ خدا کی طرف سے نہ ہوتا تو اس میں کثرت سے اختلاف ہوتا۔ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا (النساء ۴:۸۲) "اگر قرآن غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو وہ یقیناً اس کے اندر بیانات کا اختلاف پاتے"۔

بیانات کے اختلافات ہمیشہ عقلی اختلافات ہوتے ہیں کیونکہ عقل ہی ان کو معلوم کرتی ہے لہٰذا ظاہر ہے کہ اس آیت میں اختلافات سے مراد عقلی تضاد ہے۔ گویا قرآن حکیم نے بتایا ہے کہ اس میں عقلی اور منطقی تضاد نام کی کوئی شے نہیں ہے۔ وہ ایسی صداقتوں کی تعلیم دیتا ہے جو عقلی طور پر ایک دوسرے کی تائید کرتی ہیں۔

اسلامی احکام تمام تر حکمت و دانش کے ساتھ وابستہ ہیں۔ قرآن حکیم کی آیت: وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (البقرہ ۲:۲۶۹) "اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کرتا ہے" اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ دین کی سمجھ ایک ایسی اہم چیز ہے جو ہر کسی کو عطا نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ احکام شرعیہ میں کوئی مصلحت اور حکمت نہیں ہوتی۔ شریعت کی پابندی کا مقصد محض بندے کی اطاعت شعاری کا امتحان ہے اور بس۔ لیکن شاہ ولی اللہ جنھوں نے اسرار شریعت کو اپنا خاص موضوع تحقیق بنایا ہے اس سے انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے۔ سنت اور خیر القرون کا اجماع اس خیال کو غلط قرار دیتے ہیں۔

قرآن حکیم کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن حکیم نے اپنے خطاب کی بنیاد ہی عقل کو بنایا اور احکام الٰہی انھی لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں جو عاقل ہیں۔ قرآن حکیم نے تمام اسلامی احکام کو عقلی حوالوں اور منطقی دلائل سے سمجھانے کی کوشش کی ہے مثلاً توحید کا عقیدہ وہ بنیادی عقیدہ ہے جس پر دین کی تمام عمارت کی بنیاد کھڑی ہے اور اس عقیدے پر کسی طرح کی کوئی مفاہمت ممکن نہیں۔ اس کے باوجود

قرآن حکیم نے اس عقیدے کی تفہیم کے لیے ہر طرح کے عقلی دلائل دیے۔ یہاں تک کہ اس فرضیہ کا کہ اگر کائنات میں ایک سے زائد خدا ہوں، تجزیہ کیا اور بتایا کہ اسے درست ماننے کی صورت میں نظام کائنات درہم برہم ہو جائے گا۔

قرآن حکیم نے تفکر، تدبر اور تعقل کی بار بار دعوت دی۔ ایک ذرے سے لے کر آفتاب تک کائناتی امور کے مشاہدے کا حکم دیا۔ اجرام فلکی جس خاموشی اور تیز رفتاری کے ساتھ آسمانوں پر اپنے مقررہ راستوں پر رواں دواں ہیں، بارش سوکھی زمین کی پیاس بجھانے کے لیے برستی ہے، جہاز جو سمندروں کا سینہ چیرتے ہوئے گزرتے ہیں اور انسانوں کی بہبود کی اشیا سے لدے ہوئے ہیں، کھجور کے درخت اپنے سنہرے پھل سے جھکے پڑے ہیں، کائنات کی یہ تنظیم کیا پتھر کے خداؤں کا کارنامہ ہو سکتا ہے؟ اگر یہ سب کچھ ایک قادر و قیوم ذات کی تخلیق ہے اور اس نے اسے بے مقصد نہیں پیدا کیا تو کیسے ممکن ہے کہ اس نے انسانوں کو جو احکام دیے وہ بے مقصد ہوں، ان کے پیچھے کوئی حکمت و دانش نہ ہو، ان میں باہمی کوئی ربط و تنظیم نہ ہو۔ ان میں منطقیت اور معقولیت عنقا ہو۔ ارشاد ربانی ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ۔ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (الدخان ۴۴:۳۸-۳۹) "ہم نے زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، کھیل تماشے کے لیے پیدا نہیں کیا۔ ہم نے انھیں حق کے ساتھ تخلیق کیا ہے لیکن اکثر لوگ علم نہیں رکھتے"۔

داخلہ برائے ایف اے، ایف ایس سی
23 جولائی سے شروع
مضامین: پری میڈیکل، پری انجینئرنگ، جنرل سائنس اور آرٹس

☆ تعلیم کے ساتھ تربیت کا منفرد ماحول
☆ این۔ سی۔ سی کی سہولت
☆ ہاسٹل کی سہولت
☆ سائنس مضامین کی تدریس بذریعہ پروجیکٹر
☆ قائدانہ صلاحیتوں کی نشوونما
☆ کشادہ اور شاندار کیمپس
☆ انفرادی توجہ اور مشاورتی رہنمائی

منفرد سکالرشپ سکیم
650 سے زائد نمبر لینے والے طلباء کے لیے خصوصی وظائف

نوٹ: امسال آئی کام کی کلاسیں بھی متوقع ہیں۔

منصورہ ماڈل ڈگری کالج (لاہور بورڈ سے الحاق شدہ)
وحدت روڈ، بر دچونگی ملتان روڈ، لاہور۔ فون: 5220428, 5419324